ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

**ڈاکٹر رابعہ شاہ**
لیکچرر ہزارہ یونیورسٹی
**ڈاکٹر الطاف یوسف زئی**
ایسوسی ایٹ پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی
**حفصہ الطاف**
ریسرچ سکالر ہزارہ یونیورسٹی

# غضنفر کے خاکوں کے مجموعے "صورتیں" کا فنی و فکری تجزیہ

**Dr.Rabia Shah***
Lecturer, Hazara University.
**Dr.Altaf Yousafzai**
Associate Professor, Hazara University.
**Hafsa Altaf**
Research Scholar, Hazara University.

***Corresponding Author:**

# An Artistic and Intellectual Analysis of Ghazanfar's Collection of Sketches, "Surateen"

Surten are the fourth collection of Ghazanfar,s sketches.Ghazanfar is a humanist.He wrote sketches of the people he knew very closely.He wrote sketches of famous literary figure. These images are so complete and unique that all aspects of the personality are captured in it. The use of language and expression in Ghazanfar,s sketches is very good .He has shown a lot of humor and elegance in his sketches ,as well as a wonderful expression and seriousness.

**KeyWords:** *Artistic, Intellectual, Ghazanfar's, Sketches, "Surateen".*

"صورتیں" غضنفر کے خاکوں کا چوتھا مجموعہ ہے۔ جو سال ۲۰۲۴ کو منظر عام پر آیا۔ غضنفر نے اس کتاب کا نام بھی ایسا رکھا ہے جو پچھلی کتابوں سرخرو، روئے خوش رنگ اور خوش رنگ چہرے سے ہم آہنگ ہو جائے کہ وہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37
ماخذ تحقیقی مجلہ

اپنے کرداروں میں ایسے رنگ تلاش کرتے ہیں جن سے روشنی پھیلتی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ظلمت کا خاتمہ کیا ہے۔ غضنفر کا مقصد ہمیشہ یہی رہا کہ معاشرے میں شر و فساد کا خاتمہ ہو۔ دورانِ تلاش ان کو وہ رنگ بھی دکھائی دیتے جن سے ظلمت پھیلتی ہے۔ جو غضنفر سے چھپتے بھی رہے لیکن انہوں نے وہ خود میں جذب کیے۔ انہیں دوسروں کو نہیں دکھایا کہ ظلمت نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کتاب میں غضنفر نے اپنے قریبی دوستوں جن میں اختر الایمان، خلیل الرحمن، اعظم صاحب، پرویز شارپ، ردولوی، اقبال رفیق، شفیع جاوید، عبدالصمد، پروفیسر الطاف یوسف زئی، خواجہ اکرام الدین وغیرہ کے خاکے لکھے ہیں۔

اختر الایمان ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء کو ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ان کا نام داؤ فتح محمد تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بجنور سے حاصل کی جہاں انھیں ایک مشہور شاعر خورشید الاسلام ملے جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض سرانجار دے رہے تھے۔ اس دور میں اردو شاعری میں غزل لکھنے کا رواج تھا لیکن اختر الایمان نے اپنی شاعری کا آغاز نظم سے کیا اور ایک کامیاب نظم نگار کے طور پر سامنے آئے۔ ان کی زیادہ تر نظمیں ہیئت کے اعتبار سے معریٰ اور آزاد ہیں۔ غضنفر نے اختر الایمان کا خاکہ "اس آباد خرابے نے" کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔ اس خاکے میں خاکہ نگار نے تمام لوازم کو بھرپور االتزام سے برتا ہے۔ ایک جگہ غضنفر لکھتے ہیں:

> "ان کی محرومیوں کا درد و کرب اتنا شدید رہا کہ ان کی یاد کبھی نہیں گئی۔ دل و دماغ میں سانپ کی طرح کنڈی مارے بیٹھی رہی۔ کنکھجورے کی مانند رگ و ریشے میں اپنے پاؤں پھیلاتی رہی۔ بچھو کی طرح اعصاب پر ڈنک مارتی رہی۔ چوہے کی طرح اس کو کترتی رہی۔ (1)"

غضنفر نے ان کی زندگی کے پہلوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی زندگی کا زیادہ حصہ غربت میں گزرا۔ جس کی وجہ سے وہ احساسِ کمتری کا شکار رہے ۔ خاکے کا اہم وصف زبان و بیان ہے۔ غضنفر نے صاحب خاکہ کے احوال اور کردار کے مطابق زبان استعمال کی ہے۔ غضنفر کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں زبان و بیان کا خاص خیال رکھتے ہیں آپ اپنی کتاب "صورتیں" میں لکھتے ہیں:

> "خاکہ نگار کا اسلوب ایک ایسا اسلوب ہوتا ہے جو حقائق کی تلخیوں میں حلاوت بھر دیتا ہے حقیقت کی خاردار شاخوں پر پھول کھلا دیتا ہے۔ فن کو بھاری کر دینے والے بھاوؤں کو بھی

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37

ہلکا کر دیتا ہے شخصیت کے کمزور پہلوؤں اور ذات کے منفی پیکروں کو بھی خاکہ نگار اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ صاحب کردار کو بھی برا نہیں لگتا۔[2]"

ادب کی کوئی صنف زبان و بیان کے سہارے کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہی حال خاکے کا ہے۔ خاکہ چونکہ بیانیہ تحریر کا نمونہ ہے۔ اس لحاظ سے اس میں بیان کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ بیان کی صناعی کے ذریعے ہی خاکہ نگار کسی شخصیت کو اس کے مصائب و محاسن ، قوتوں اور کمزوریوں لطافتوں اور کثافتوں کے ساتھ لفظوں میں قید کر سکتا ہے۔ غضنفر نے اختر الایمان کے خاکے میں رنگین زبان استعمال کی ہے جو دوسرے خاکہ نگاروں سے مختلف ہے۔

خلیل الرحمن اعظمی صاحب ۹ اگست ۱۹۲۷ء کو ضلع اعظم گڑھ کے ایک قصبے سلطان پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں بحیثیت لیکچرار منتخب ہوئے۔ اسی دوران ان کی مختلف ادبی کاوشیں منظر عام پر آئیں جن میں مختلف شعری مجموعے اور دو تنقیدی مجموعے فکر و فن اور "زاویہ نگاہ" شامل ہیں خلیل الرحمن اعظمی ایک ہمہ جہت شخصیت تھے وہ بیک وقت محقق، تنقید نگار اور شاعر تھے۔ غضنفر خلیل الرحمن اعظمی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اعظمی صاحب اکبر اعظم کی طرح لحیم شحیم اور خاصا بارعب ہونا چاہتے تھے۔ مگر پھر جلد ہی میرے ذہن سے جھنجھلاہٹ دور ہو گئی کہ جیسے ہی اعظمی صاحب کی کلاسز شروع ہوئیں تو اعظمی صاحب کے اندر سے واقعی اکبر اعظم نکل آیا۔ پھر تو ہم اکبر کے درباروں کی طرح باادب ہو کر سننے لگے اور کلاس میں مستعد بھی رہنے لگے کہ کیا پتا کب جلال الدین محمد اکبر والا جلال اکبری ، جوش میں آجائے اور ہم پر کوئی تدریسی عتاب نازل ہو جائے۔[3]"

اس اقتباس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غضنفر نے پہلی ملاقات کے بعد ہی کتنی دلکش انداز میں تصویر کشی کی ہے۔ الفاظ کے ذریعے شخصیت کی جیتی جاگتی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ انسان کی اصل خوبصورتی اس کے باطن کی ہوتی ہے۔ اگر باطن انسانی بھی ظاہر کی طرح خوبصورت ہو تو چہرے پر نور خود ہی آجاتا ہے۔ اعظمی صاحب کی صورت کی طرح سیرت بھی خوب چمکدار اور دلکش ہے جو دیکھنے والوں کو متاثر کرتی ہے ۔

پروفیسر شارب ردولوی کا اصل نام حسیب عباس تھا۔۔ آپ نے لکھنے کا آغاز شاعری سے کیا اور پھر آہستہ آہستہ تنقید کی طرف چلے گئے۔ پروفیسر صاحب کا مطالعہ نہایت وسیع و عریض تھا۔ ہر نئی آنے والی کتاب پروفیسر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37


صاحب کی نظروں سے ضرور گزری ہوتی تھی اور باقاعدہ صاحب کتاب کو خط کے ذریعہ آگاہ کر کے کتاب کے کے بارے میں رائے بھی دیتے تھے۔ پروفیسر صاحب غضنفر کی خود نوشت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آپ کی خود نوشت پڑھ کر مجھے صحیح طور پر علی گڑھ کو دیکھنے اور علی گڑھ والوں کو سمجھنے کا موقع ملا۔ آپ نے جس طرح تصویر کشی کی ہے اور کرداروں کو نمایاں کیا کہ اگر انہیں کوئی نہ بھی جانتا ہو تو ملنے اور جاننے کی خواہش پیدا ہو گی۔ (4)"

اس اقتباس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غضنفر کمال کے لکھاری ہیں۔ ایسے لکھتے ہیں کہ قارئین ان جانے انسان کو بھی لفظوں سے پہچان لیتے ہیں اور ایک تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غضنفر نے دہلی، سوسن، لکھنو اور خاص کر علی گڑھ کے ایسے لوگوں پر خاکے لکھے جن سے بہت سے لوگ ناآشنا ہونے کے باوجود ان کو جاننے لگے۔

غضنفر واقعہ نگاری اور کردار نگاری کے فن سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ واقعات کے بیان میں سچائی سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے ایسے واقعات کو بیان کیا جس سے شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے اور اس میں دلکشی کا عنصر بھی پیدا ہوتا ہے۔ غضنفر نے اپنے زور قلم سے واقعات کے بیان اور ترتیب و تنظیم میں ایسا طریقہ اختیار کیا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات اس وقت وقوع پزیر ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کرداروں کو پیش کرنے کا خاص انداز رکھتے ہیں۔ غضنفر شازب رودولوی کا خاکہ کچھ اس انداز میں لکھتے ہیں:

"اس شخص کے چہرے پر کوئی لکیر نہیں تھی اور نہ ہی پیشانی پر کوئی شکن تھی۔ اس کا چہرہ لکیروں اور جبیں شکنوں سے اس لیے خالی تھی کہ اس کا دل کشادہ تھا۔ اس کے دل کے رال میں کہیں کوئی تنگی نہیں تھی۔ یہ اس کے اچھے اور بڑے انسان ہونے کا ثبوت تھا۔ (5)"

غضنفر خاکہ لکھتے وقت شخصیت کے رنگ رنگ سے انسان کو واقف کر دیتے ہیں وہ ایسی ایسی باتوں کی طرف انسان کے ذہن کو لے جاتے ہیں۔ جو وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ شارب رودولوی نے شخصی خوبیاں بیان کیں ہیں۔

اقبال مجید ایک اچھے لکھاری ہیں۔ آپ لکھاری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے انسان بھی ہیں۔ وہ ہمیشہ حقیقت کے متلاشی رہے۔ ساری زندگی حقیقت کے پیچھے بھاگتے رہے۔ وہ اصلی چیزوں کی تلاش میں ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں سے پردہ ہٹا کر ہمیشہ ان کے سامنے اصل اور معیاری چیزوں کو پیش کرنے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37



کی کوشش کرتے ہیں۔ان کو جھوٹ سے نفرت ہے اس لیے وہ جھوٹ سے کوسوں میل دور بھاگنے پر خوش ہوتے ہیں۔غضنفر نے اپنی کتاب "صورتیں" میں اقبال مجید کا خاکہ کچھ اس انداز میں لکھتے ہیں:

"اسٹیکر لگی رنگین ٹی شرٹ، جدید فیشن کی پینٹ، کلائی میں کڑا، آنکھوں پر سنہری فریم کا چشمہ، اسپورٹس شوز اور کلر فل اسکوٹر بتاتے تھے کہ دل ابھی تک جوان ہے پیارے۔[6]"

غضنفر نے اقبال مجید کا حلیہ بڑی فن کاری سے بیان کیا ہے۔انہوں نے حلیہ، رنگ وروپ، اور لباس کا ذکر جذبات نگاری سے کیا ہے۔ آپ ایک مہمان نواز انسان تھے۔غضنفر نے ان کی مہمان نوازی کے کئی قصے اپنی کتاب "صورتیں" میں لکھے ہیں

نکہت نے ساری زندگی درس وتدریس کے شعبے میں گزاری۔غضنفر علی نے ان کا خاکہ خوشبو کے نام سے لکھا۔وہ واقعی خوشبو تھیں۔ایسی خوشبو جو اپنے گردونواح کو بھی مہکا دیتی ہے۔ایسی خوشبو جو دکھی کو بھی سکھی کر دیتی ہے۔جو بے چین دل کو اطمینان بخش دیتی ہے۔ایک ایسی خوشبو ہے جو دلوں کو جوڑنے کا کام کرتی ہے۔جو نفرتوں کو دور کرتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ رشتوں میں بھی خوشبو کا کام کرتی ہے۔پرائے کو اپنا بنا دیتی ہے۔دشمن کو دوست بنا لیتی ہے۔ایک جگہ غضنفر لکھتے ہیں:

"شمیم صاحبہ !اب تکلفاً باجی نہیں رہی تھیں میرے ذہن میں ان کی تصویر باجی کے طور پر متشکل ہو چکی تھی جس میں ممتا کی شفقتوں کے رنگ نے اسے اور دل آویز بنا دیا تھا۔پہلی ملاقات ہی میں ان کی شخصیت کے کئی رنگوں سے میرا تعارف ہو چکا تھا۔ایک رنگ ان کی صاف گوئی اور بے ریائی کی علامت تھا۔ایک رنگ ممتا بھری شفقتوں سے عبارت تھا۔ایک رنگ بے تکلفی اور دل جوئی کے ساتھ مخصوص تھا۔شخصیت میں جادو کی سی کشش تھی۔[7]"

اس اقتباس میں غضنفر نے شمیم نکہت کی بہت سی خوبیاں بیان کی ہیں جس سے وہ ایک آئیڈیل شخصیت بن کر ہمارے ذہنوں میں ابھرتی ہیں۔ غضنفر کی یہ خوبی ہے کہ وہ ہر شخصیت کو اس کے عین موافق عنوان دے کر خاکہ لکھتے ہیں۔اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شمیم نکہت کو جو انہوں نے "خوشبو" کا خطاب دیا ہے وہ ان کی شخصیت کے بالکل مطابق ہے۔جس سے سب لوگ فیض پاتے ہیں وہ دلوں کو خوشبو کی طرح پر مسرت کر دیتی ہیں۔گویا ان کی شخصیت کا ہر پہلو ہی خوشبو اور راحت ہے ۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37
ماخذ تحقیقی مجلہ

علیم اللہ حالی دور حاضر کے نمایاں شاعر، ادیب اور صحافی ہیں اردو زبان و ادب کے حوالے سے ان کی خدمات کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے اردو زبان اور صحافت میں بہت نمایاں خدمات سر انجام دیں ہیں ان سب میں ان کا کردار بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ علیم اللہ نے بطور شاعر اپنی شاعری کا بہترین نقش بنایا ہے۔ علیم اللہ حالی ایک ایسی شخصیت کے مالک تھے اگر کچھ اچھا دیکھ لیتے تو کبھی اچھائی کو اپنے اندر حسد بنا کر نہیں رکھتے تھے بلکہ سامنے والے کو اس کی اچھائیاں بتا دیتے۔ غضنفر نے علیم اللہ حالی کا خاکہ "حال کے حالی" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس میں بیان کرتے ہیں:

> "میں حالی صاحب کی تحریر کا قائل تو تھا ہی ان کی تقریر پر بھی قائل ہو گیا بلکہ کہنا چاہیے ان کی شمشیر طلاقت لسانی سے گھائل ہو گیا۔ گفتار میں روانی تو تھی ہی جذبہ وجوش کی فراوانی بھی تھی۔ لفظ تیغ بے نیام کی طرح اس طرح لہراتے تھے کہ صوت و صدا کی بجلیاں کوندپڑتی تھیں۔ معنی و مفہوم کے تیر و سنان کمان نطق سے یوں چھوتے تھے کہ سیدھے دل و دماغ میں اتر جاتے تھے۔[(8)]"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غضنفر ان کی تحریر اور تقریر سے متاثر ہو گئے تھے۔ ان کی تحریروں کی طرح تقریر میں بھی اثر انگیزی تھی۔ روانی و سلاست کے ساتھ موضوع پر بات کرتے اور جوش و خروش کے ساتھ کرتے تھے۔ ان کی تحریر و تقریر دونوں میں ہی الفاظ کے معانی کے ساتھ ساتھ مفاہیم کا بھی ایک سمندر موجود ہوتا تھا جو قارئین اور سامعین کو متاثر کرتا۔ وہ تنقید میں بھی صداقت اور دیانت داری کے قائل تھے۔ ان کے اس وصف کے بھی غضنفر معترف تھے۔ غضنفر نے علیم اللہ حالی کا خاکہ نہایت فن کاری سے تحریر کیا ہے۔ انہوں نے الفاظ کے ذریعے ذہنوں میں تصویر اتارنے کی کوشش کی ہے۔

غضنفر نے اپنی کتاب "صورتیں" میں عتیق اللہ کا خاکہ "دل ابھی تک جوان ہے پیارے" کے عنوان سے لکھا۔ جس میں انہوں نے عتیق اللہ صاحب کا خاکہ تمام لوازمات کا خیال رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ غضنفر نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

> "اس سے زیادہ تر ہم عمروں کے قد کمان بن چکے ہیں چہرے پت جھڑ کے پتے بن گئے ہیں۔ دل سنسان اور دیدے ویران ہو چکے ہیں۔ قہقہے کیا جن کی آوازیں تک بیٹھ چکی ہیں اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37
ماخذ تحقیقی مجلہ

بعض کو کھٹیا پکڑ چکے ہیں۔ وہ پر شباب، سر سبز وشاداب اور آب حیات سے سیر اب اس لیے دکھائی دے رہا ہے کہ اس کا دل ابھی تک جوان ہے پیارے۔[9]"

غضنفر نے عتیق اللہ صاحب کے سر سبز اور شاداب رہنے کا راز بتایا ہے کہ وہ اچھائی کا پیکر ہیں اور اسی وجہ سے ان کی شگفتگی، چشم کشادگی، شگفتگی، ذہن وسعتی اور تن تازگی کا پیکر ہے۔ جب کہ ان کے تمام ہم عمر ساتھی بوڑھے اور مرجھا چکے ہیں۔ عتیق اللہ صاحب کی تخلیقی صلاحیتیں بہت دور تک پھیلی ہوئی ہیں اس تک پہنچنا مشکل ہے۔ ان کو خوش رہنا اور دوسروں کو خوش رکھنا آتا تھا۔

الغرض غضنفر نے عتیق اللہ کا خاکہ اس طرح سے لکھا کہ قارئین ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے لفظوں کے جادو سے شخصیت کے خدوخال کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

اقبال حسن آزاد اردو ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے کئی افسانے لکھے اور تنقید میں بھی ید طولی رکھتے ہیں۔ غضنفر نے اپنی کتاب "صورتیں" میں اقبال حسن آزاد کا خاکہ "اسم باسمی" کے عنوان سے لکھا ہے۔ خاکہ نگار نے اقبال حسن کی شخصیت کے چھپے ہوئے گوشوں کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ ایک جگہ غضنفر یوں رقمطراز ہیں:

"اقبال حسن آزاد کی سرگرمیوں میں ان کے نام کے جزو کی زیادہ کار فرمائی دکھائی دیتی ہے۔ وہ جزو ہے "آزاد" آزاد جس کے لغوی معنی ہے جو غلام نہ ہو کسی کا پابند نہ ہو، مجبور نہ ہو، بے غم ہو، خود مختار، بلاشبہ اقبال حسن آزاد ایک آزاد طبع اور آزاد سرشت فش ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ ایسا آدمی بے خوف ہوتا ہے۔ کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔ مصلحتوں کو اپنے راستے میں آنے نہیں دیتا۔ اسی لیے وہ معروضی اور بے لاگ فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔[10]"

اس اقتباس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ غضنفر نے اس خاکے کا نام اسم باسمی کیوں رکھا۔ انہوں نے اقبال حسن آزاد کے نام میں "آزاد" کو ان کی شخصیت کے اثرات کے ساتھ یوں جوڑا ہے کہ آزاد وہ ہے جو غلام نہیں ہوتا جو قوت فیصلہ جانتا ہو یہی خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ الغرض غضنفر نے اقبال حسن کا خاکہ بھرپور فن کاری سے لکھا ہے۔ انہوں نے صاحب خاکہ کی شخصیت کو لفظوں کے ذریعے تراش کر سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37

عبد الصمد کا شمار غضنفر کے عزیز دوستوں میں ہوتا ہے آپ ایک بہترین فکشن نگار ہیں عبد الصمد کی تحریروں میں ایسی جان ہے جو زبان کے چٹخارے بن کر خوش بیانی اور زبان دانی کی لن ترانی اور بہاریت کے جوش بہار کے باوجود وہ حسن دکھاتی ہے کہ ایک زمانہ اس کا گرویدہ ہے عبد الصمد ایک سیدھے سادے سچے انسان ہیں دوست بھی بہت اچھے ہیں۔ دوستوں کو اپنا مہمان نہ صرف بناتے ہیں بلکہ ان کے لیے پر تکلف دستر خوان سجا کر اس پر خوش بھی ہوتے ہیں۔ غضنفر عبد الصمد سے گہری دوستی کے بارے میں بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں کسی سرکاری کام پر پٹنہ گیا ہوا تھا۔ گھر پر میری دعوت تو کی ہی جس دن میری واپسی تھی ٹرین صبح کی تھی مجھ سے پہلے وہ میرے ڈبے کے گیٹ پر ہاتھ میں ایک بڑا سا ناشتہ دان لیے موجود میں نے جب ان سے کہا کہ اتنی صبح صبح آپ نے کیوں زحمت کی تو بولے "غضنفر !میرے بھائی! صبح تم سے زیادہ روشن نہیں ہے نا میرے لیے اور پھر میں نے سوچا کہ آج کی صبح کو غضنفر سے مل کر اور روشن بنالوں۔ (11)"

معاصر منظر نامے پر اردو شعر و ادب میں جن قلم کاروں نے مختلف ادبی حوالوں سے اپنی شناخت قائم کی اور جن کو اعتبار حاصل ہوا ان میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کا بھی ہے ۔ اسی طرح غضنفر نے الطاف یوسف زئی کی خوبیوں کا اعتراف دل سے کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ان کے اچھے آدمی ہونے کا ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ اعتماد پر یقین رکھتے ہیں ۔ اس نکتے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اعتماد اگر آنکھیں بند کر کے کیا جائے تو ٹھیس لگنے کے امکان کم ہوتے ہیں۔ اور کبھی آنکھوں سے کئے گئے اعتماد میں اکثر دیدوں میں کر کری پڑ جاتی ہے۔ وہ اس بات پر ایمان کی طرح یقین رکھتے ہیں کہ دوسروں کی قدر کرنے سے اپنی قدر و قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اچھے آدمی ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ پٹھانی سوٹ میں دیس بدیس پھرنے والا شخص گھر آتا ہے تو تہبند پہن کر آنگن میں بھنڈی کاٹنے یا گوئیاں چھلنے پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے ایسا آدمی کتنا اچھا ہوتا ہے کہ کوئی گھریلو عورت ہی بتا سکتی ہے۔ (12)"

مصنف نے ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کی نا صرف شخصی خوبیوں بلکہ ان کے علم و فن کو بھی موضوع بنایا ہے ان کی ادبی خدمات کا ذکر کیا ہے آپ کی بہادری اور جرات کو بیان کیا ہے۔ غضنفر نے دوستی کو دل سے نبھایا ہے۔ اور

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37

الطاف صاحب کا خاکہ بہترین اور دلکش الفاظ میں پیش کیا ہے اور ان کی ذہنی وسعت، دل کی کشادگی، بہادری، شگفتگی بے باکی اور اعلیٰ ادبی ذوق کو بہترین پیرائے میں الفاظ کو ڈھالا ہے۔

مجموعہ "صورتیں" میں خاکہ نگاری کے فن کو پورے وقار اور سلیقے سے برتا گیا ہے۔ خاکہ نگار کا انداز تحریر اور زبان پر قدرت ان کو ادب میں اعلی مقام دلاتا ہے۔ غضنفر نے اکثر خاکوں میں اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی خاکہ جو صرف ایک ملاقات سے لکھا جائے سرسری خاکہ کہلاتا ہے اور ایسے خاکوں میں سیرت کی کار فرمائی برائے نام ہوتی ہے ۔ اس لیے خاکہ کئی ملاقاتوں کے نتیجے کے بعد پر اثر ہوتا ہے۔ غضنفر نے جتنے خاکے لکھے وہ کئی ملاقاتوں کا نتیجہ ہیں۔ ان کے سارے خاکے ایسی شخصیات پر لکھے جن سے بہت گہرے تعلقات رہے ہیں اور کئی کئی ملاقاتوں کا نتیجہ ہیں۔ اسی لیے ان کے خاکے کامیاب خاکوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اسی قربت کی وجہ سے ان کے خاکوں میں متعلقہ شخصیت کی اور حلیہ کی بھرپور تصویر کشی کی ہے۔ یہی وجہ ہے جب قاری پڑھتا ہے تو یہ کہہ اٹھتا ہے کہ میں تو اس شخص سے واقف ہوں جس کا خاکہ لکھا گیا ہے۔ غضنفر کی مرقع نگاری کی نظر اس قدر تیز ہے کہ باریک سے باریک چیز میں بھی نظر آجاتی ہیں۔ غضنفر کے خاکے جہاں فکری لحاظ سے معلومات کا ایک خزانہ اپنے اندر محفوظ کیے ہوئے ہیں وہ نثری فن پارے کے تمام فنی اوصاف کے بھی حامل ہیں۔ ان کی زبان شستہ، سادہ و پیچیدہ اور آسان ہے۔ جس موضوع پہ قلم اٹھاتے ہیں، ان کے قلم کی روانی بہتے دھارے کی مانند خاموش موسیقی کے ساتھ جانب منزل رواں دواں محسوس ہوتی ہے۔

غضنفر کے خاکوں میں تاثراتی رنگ بھرپور انداز میں دکھائی دیتا ہے۔ واقعات کے بیان میں صداقت کا رنگ جھلکتا ہے۔ اگر خوشی کا ہے تو خوش گوار اثر مرتب کرتا ہے۔ اور اگر غم کا ذکر کرتے ہیں تو ساز گار تاثر مرتب ہو جاتا ہے. ہر کردار کو اسی کے لہجے میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح خاکے میں کہانی پن نظر آنے لگتا ہے۔

## حوالہ جات

1۔ غضنفر، صورتیں، عرشیہ پبلی کیشن، دہلی، ۲۰۲۴، ص39

2۔ ایضاً، ص14

3۔ ایضاً، ص 15

4۔ ایضاً، ص59

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-37



5 ایضاً ، ص60

6 ایضاً ، ص64

7 ایضاً ، ص84

8 ایضاً ، ص91

9 ایضاً ، ص94

10 ایضاً ، ص130

11 ایضاً ، ص122

12 ایضاً ، ص219